ختنہ کی تحقیق اور احکام

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

ابو الرضا محمد طارق قادری عطاری

ناشر

مکتبہ امام غزالی (کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ، و نصلی و نسلم علیٰ رسولہٖ الکریم

اما بعد!

مسلمان کی خصوصی علامت ہے (ختنہ) مسلمان خصوصیت سے اس کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں، اسی میں مسلم و غیر مسلم کا امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اسے مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ فقیر اس رسالہ میں ختنہ کے متعلق تفصیل عرض کرتا ہے کیونکہ ادا کرنا تو ہے لیکن ایسے طور پر ادا ہو کہ اس کا آخرت میں ثواب نصیب ہو۔ اس کا نام رکھا...... ختنہ کی تحقیق اور احکام

و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

۳۰ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

مقدمہ

ختنہ عربی لفظ ہے۔ از ختن بفتح الخاء وسکون التاء بامعنی ختنہ کرنا اور بفتحتین (ختن) بامعنی خسر و داماد اور سسرالی رشتہ دار، اور الختان بکسر الخاء بامعنی ختنہ اور قضیب کے کاٹنے کی جگہ (القاموس) المواہب میں ہے، اعلم ان الختان ھو قطع القلفتہ التی تغطی الحشفہ من الرجل و قطع البعض ولجلدۃ فی اعلی الفرج من المرأۃ و یسمی ختان الرجل اعذار بالعین المھملتہ والزال المعجمتہ والراء و ختان المرأۃ خفا ضا بالخاء المعجمۃ والفاء والضا اد المعجمۃ ایض

ختان اس چمڑے کا کاٹنا ہے جو حشفہ کو ڈھانپے ہوئے ہے مرد کے اور عورت کیلئے اس کا چمڑا بعض حصہ جو فرج کے اوپر ہوتا ہے، مرد کے ختنہ کو عربی میں اعذار (عین مہملہ و ذال معجمہ و راء) کہتے ہیں اور عورت کے ختنے کو خفاض (خاء فاء ضاد) کہتے ہیں۔

ختنہ کی غرض و غایت

اسلتۃ الحکم میں ہے کہ ختنہ صفائی ستھرائی کیلئے کرایا جاتا ہے اس لئے کہ اس سے محبتِ الٰہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، واللہ یحب المتطھرین یہی وجہ ہے کہ ختنہ کے بعد پیشاب کے قطرات اور اس کی نجاست سے پورے طور طہارت حاصل ہوتی ہے۔

مسئلہ...... فقہاء فرماتے ہیں کہ غیر مختون (یعنی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو) اسے جنابت والے غسل میں ختنہ والے چمڑے کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے اس لئے کہ اسے پانی پہنچانے میں تکلیف نہیں ہوتی۔ (روح البیان)

ختنہ سنّت ہے

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور اکثر علماء اور امام مالک، ادریس شافعیہ کے نزدیک ختنہ سنت ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے کہ واختلف العلماء ھل ھو واجب فذھب اکثرھم الی ان سنتہ والیس بواجب وھو قول مالک و ابی حنیفہ و بعض اصحاب الشافعی و ذھب الشافعی الی وجوبہ وھو مقتضی قول سحنون من المالکیہ و ذھب بعض اصحاب الشافعی الیہ واجب حق الرجال سنۃ حق النسآء

علماء کا اختلاف ہے کہ کیا ختنہ واجب ہے یا سنت اکثر کے نزدیک سنت ہے واجب نہیں، امام مالک و امام ابو حنیفہ اور بعض شوافع کے نزدیک سنت ہے اور امام شافعی کا مذہب ہے کہ وہ واجب ہے، سحنون مالکی اور بعض شوافع کہتے ہیں کہ مردوں کیلئے واجب اور عورتوں کیلئے سنت ہے۔

سنت کی دلیل

(۱) حدیث شریف میں ہے، عن ابی الملیح ابن اسامۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال الختان سنۃ للرجال مکرمۃ واللنسآء (رواہ احمد فی مسندہ والبیہقی)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کیلئے سنت اور عورتوں کیلئے توقیر ہے۔

فائدہ...... مکرمہ کے لفظ کے میم پر فتح اور رائے مہملہ پر ضمہ ہے اس کے معنی بزرگی، مکارم اس کی جمع ہے۔

(۲) نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو مسلمان ہوا، فرمایا کہ کفر کے بال منڈوا اور ختنہ کر۔ (رواہ ابوداؤد)

عباراتِ فقہاء کرام

(۱) شرعۃ الاسلام کی شرح میں خزانۃ الفتاویٰ سے نقل کر کے لکھا ہے خِتان الرجال سنة واختلفوا فی ختان المرأة قال فی ادب القاضی مکروه و قال بعض اوخر سنة وقال بعضهم واجب وقال بعضهم فرض یعنی مردوں کا ختنہ سنت ہے اور عورتوں کے ختنہ میں اختلاف ہے۔ ادب القاضی میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے اور بعض نے کہا سنت ہے اور بعض علماء نے کہا واجب ہے اور بعض نے کہا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) درِمختار میں ہے والاصل ان الختان سنتة کما جاء فی الخیر و هو من شعائر الاسلام و خصائصه فلو اجتمع اهل بلدة علیٰ ترکه خاربهم الامام فلا یترك الا لعذر و عذر شیخ لا یطیقه ظاهر انتهیٰ اصل تو یہ ہے کہ ختنہ سنت ہے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے اور وہ اسلام کے شعائر وخصائص سے ہے اگر کسی علاقہ کے لوگ اس کے ترک کی عادت بنالیں تو ان سے جنگ کرنی چاہئے۔ خلاصہ یہ کہ اسے بلا عذر ترک نہ کیا جائے اور عذر وہ بڑھاپا ہے جو ختنہ کی برداشت نہ رکھتا ہو۔

(۳) فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اذا اجتمع اهل مصر ترك الختان فاتلهم الانام کما یقا الهم فی ترك سائر السنن (انتہی) جب کسی شہر یا علاقہ کے لوگ اس کے ترک پر اجتماع کریں یعنی عادت بنالیں تو ان سے حاکمِ وقت ایسے جنگ کرے جیسے دوسری سنتوں کے ترک پر جنگ کی جاتی ہے۔

(٤) ردالمحتار میں علامہ شامی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ قوله سنة جزم به البزازی و فی کتاب الطهارة من السراج الوهاج اعلم ان الختان سنة للرجال والنسآء وقال الشافعی واجب وقال بعضهم سنة للرجال مستحب النسآء لقوله علیه السلام ختان للرجال سنة و ختان النسآء مکرمة انتهیٰ مختصراً مصنف کا قول کہ وہ سنت ہے اس پر علامہ بزازی نے جزم فرمایا اور السراج الوہاج میں کتاب الطہارۃ میں ہے کہ ختنہ عورتوں اور مردوں کیلئے سنت ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ واجب ہے بعض نے کہا کہ مردوں کیلئے سنت اور عورتوں کیلئے مستحب ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کیلئے سنت اور عورتوں کیلئے توقیر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علماء اور حنفیہ کا مختار یہ ہے کہ مردوں کو ختنہ کرنا سنت اور دینِ اسلام کے خصائص اور عظیم ترین شعائر سے ایک ایسا شعار ہے کہ اگر کسی شہر والے اس کے نہ کرنے پر اتفاق کرلیں تو امامِ وقت پر ان سے لڑنا لازم ہے۔

فائدہ...... اسلامی شعار سے روگردانی کرنے والوں سے جنگ کرنی چاہئے، لڑائی جھگڑے سے یا افہام وتفہیم سے بائیکاٹ کرنے سے یا کم ازکم انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھنے سے اسکے بعد بے عزتی ہے۔ آج کل کونسا شعار ہے جس سے روگردانی نہ کی جارہی ہو لیکن یہ روگردانی بدعملی سے ہی انکار سے نہیں مذکورہ بالا حکم انکار کی وجہ سے لیکن پھر بدعملی کی روگردانی بھی نحوست سے خالی نہیں، ایسے منحوس لوگوں سے نفرت یا کم ازکم دِل میں ان کی تو حقیر تو ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شعائرِ اسلام کی پابندی نصیب فرمائے۔ آمین

ختنہ کی طبی و شرعی حکمت

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الحکمة فی الختان ان الحشفة قوتة الحس فما دامت مستورة بالقبا لقلفة تقوىٰ اللذة عند المباشرة فاذا قطعت القلفة قصیت الحشفة فضعفت اللذة و هو اللائق بشر تعیناً تقلیلاً للذة لا قطعاً له کما تفعل لما نویة فذٰلك افراط و ابقاء القلفة تفریط فالعد الختان (تفسیر کبیر، ازمواہب لدنیہ) یعنی ختنہ میں قدرۃ احساس طاقت زیادہ ہے جب تک وہ کھال میں مخفی رہتا ہے اس کے نرم ہونے کے باعث مباشرت کرنے میں لذت کا احساس زیادہ ہوتا ہے اور بعدِ قطع قلفہ کے گونہ سختی آجانے کے بعد لذت اور قوتِ شہوانی میں کمی ہو جاتی ہے اور شریعتِ مطہرہ محمدیہ کا چونکہ نصب العین ہر امر میں وسط و اعتدال ہے نہ محض افراطی یعنی قلفہ کا بالکل قطع کرنا جیسا کہ فرقہ مانویہ کا طریقہ ہے اور نہ بالکہ تفریط یعنی قلفہ نہ کاٹنا جیسا کہ مشرکین وغیرہ کا شعار ہے، لہٰذا ختنہ کرنے کا طریقہ جو متوسط ہے بین الافراط و تفریط مقرر کیا گیا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... ہندو اور نصاریٰ ختنہ نہیں کراتے اسی لئے وہ ختنہ کے متعلق خرابیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔ ختنہ کے خلاف رسالے، کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ مسلمان بھی ان کے جوابات میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑتے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اصولی و فطری ضابطہ بیان فرمایا ہے وہ یہی کہ حشفہ پر کھال بحال رہے تو شہوانی حرکت میں جوش موجزن رہتا ہے اس سے انسان زِنا یا غیر فطری عمل مثلاً لواطت، مشت زنی کا مرتکب ہو جانے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ امور اخلاقی خرابی کے علاوہ انسانی صحت میں ہزاروں خرابیاں پیدا کرتے ہیں علاوہ ازیں حشفہ میں نرمی (کمزوری) رہتی ہے جو جماع کی کیفیت میں بے حد کمی کا باعث ہے جیسا کہ کتب طب میں مفصل طور پر مذکور ہے۔ جب کھال اتار لی جائے تو شہوانی حرکات میں من وجہ کمی واقع ہو جاتی ہے اور حشفہ کی سختی میں اِضافہ ہو جاتا ہے جو نسوانی حقوق کی ادائیگی میں مدد و معاون ہے اسی لئے شرع مطہر نے انسانی فلاح و بہبود کے پیشِ نظر ختنہ کا حکم فرمایا تا کہ ایک طرف مرد کی شہوانی حرکات کا زور ٹوٹے دوسری طرف عورت کی ادائیگی حقوق میں فائدہ ہو۔ اسکے علاوہ اور بھی بے شمار فوائد ہیں جو کتب طب میں مفصل مذکور و مسطور ہیں۔

سب سے پہلا ختنہ

سب سے پہلا ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسّی برس یا ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوا۔ صحیحین یعنی بخاری و مسلم میں ہے عن ابو هريره قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اختتن ابراهيم النبى عليه السلام وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نے قدوم میں اپنا ختنہ خود کیا جبکہ آپ اسّی سال کے تھے۔

فائدہ...... ردالمحتار میں ہے کہ وقد اختتن ابراهيم عليه السلام وهو ابن ثمانين سنة او ماته و عشرين والاول واصح و جمع بان الاول من حين النبوة والثانى من حين الولادة واختتن بالقدوم وهو اسم موضع و قيل آلة النجار ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ خود کیا جبکہ آپ اسّی سال یا ایک سو بیس سال کے تھے پہلی روایت زِیادہ صحیح ہے یہی آپ کی نبوت کے ابتدائی دور سے تھا یعنی نبوت کے اعلان سے تا حال اسّی سال گزرے اور ولادت کے ایک سو بیس سال گزرے، اس طرح سے دونوں اقوال میں تطبیق ہوگئی اور قدوم جگہ کا نام ہے یا اس آلہ کا نام ہے جس سے ختنہ کیا۔

فائدہ..... شرح سفر السعادت میں ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ختنہ ولادت سے ساتویں روز اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا تیرہویں سال میں ہوا تھا اسی لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں تیرہویں برس ختنہ کی سنت جاری رہی۔

ابراهيم علیہ السلام کے ختنہ کا سبب

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا سبب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحاناً ذبحِ اسمٰعیل علیہ السلام کیلئے مامور ہوئے تو انہوں نے ہر عضو کیلئے خون بہانے اور عضو کے کچھ حصہ کو قطع کئے جانے کے خوف کو دل میں کٹا رہنا پسند کیا۔ چنانچہ شامی کی عبارت ملاحظہ ہو...... قيل لسبب فى الختان ان ابراهيم عليه السلام لما ابتلى بالترويع بذبحه لده احب ان يجمل لكل واحد ترويعاً بقطع عضو اوقة دم وابتلى بالصبر على سلام الابار ابناء و هم تا سبابه عليه الصلوٰة والسلام انتهىٰ

عورتوں کے ختنہ کی ابتداء

کتاب مدینۃ الاسلامیہ لقرار الاحوال النبویہ شیخ بن محمد البکری میں ہے عن انس الجلیل غار سارة و حلفت تملا یدھا من یدھا فقال ابراھیم خذبیا واختننھا کی یکون سنة بعد کما و تخلصین من یمینك ففعلت فکانت ھاجرة اوّل من اختتن من النسآء و ابراھیم اول من اختتن من الرجال قال السھیلی ھاجرة اول امرأة ثقبت اذنھا اول من خفض من النسآء و اول من جر ذیلھا

بی بی سارہ نے غیرت کھا کر قسم اٹھائی کہ وہ اپنا ہاتھ ہاجرہ کے خون سے رنگے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا ختنہ کردے تاکہ بعد کو تمہاری سنت ہو اور تم اپنی قسم سے بَری ہو، انہوں نے ایسے کیا تو سب سے پہلے ختنۂ نسآء سیّدہ ہاجرہ کا ہوا اور مردوں میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا سہیلی نے کہا سب سے پہلے کان کا سوراخ (بالی ڈالنے کی ابتداء) بی بی ہاجرہ نے کیا اور عورتوں میں سب سے پہلے انہی کا ختنہ ہوا اور دامن کھینچ کر چلنا سب سے پہلے ہاجرہ سے ہوا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ختنہ کی عمر

ختنہ کیلئے بچے کی عمر کا تعین کوئی نہیں، یہ بچے کے حال پر ہے چنانچہ فقہاء کی عبارات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) درِمختار میں ہے، و وقته غیر معلوم وقیل سبع سنین کذا فی الملتقی و قیل عشر و قیل اقصاده اثنا عشر سفته و لیل البعرة بطاقته وھو الا شبه و قال ابو حنیفة لا علم لی بوقھه و لم برو عنھما نی شی فلذا اختلف المشائخ فیه انتھیٰ

اور اس کا وقت غیر معلوم ہے بعض نے سات سال کہا بعض نے دس سال بعض نے انتہائی وقت بارہ سال بتایا بعض نے کہا کہ بچے کی طاقت پر ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا مجھے اس وقت کا تعین معلوم نہیں، اس بارے میں آپ کے صاحبین سے بھی کچھ منقول نہیں ہے۔ اس لئے بعد کے مشائخ نے اختلاف کیا جو اوپر مذکور ہوا۔

(۲) فتاویٰ قاضی خان میں ہے، و ابو حنیفة لم یقدر وقت الختان قال شمس الائمة وقت الختان حین یحتمل الصبی ذٰلك الی ان یبلغ انتھیٰ پھر فتاویٰ مذکور میں فرمایا، و ینبعی ان یختین الصبی اذ بلغ سبع سنین فان ختنوه وھوا اصغر من ذٰلك فختنن فان کان فوق ذٰلك قلیلاً قالو الا باس به انتھیٰ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، امام شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب بچہ اس کو برداشت کرسکے وہی اس کا وقت ہے یہاں تک کہ بالغ ہو یعنی بلوغت سے پہلے ختنہ ہوجائے اور فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے اگر اس سے قبل ہو تو بہتر ہے اس عمر کے بعد تھوڑی مدت کے اندر ختنہ ہوجانا چاہئے اس میں حرج نہیں۔

(۳) مجمع البرکات میں ہے، والصحیح ما قاله ابو حنیفة بانه لا یوقت ولکن ینظر الی حالا لصبی فان کان به من القوة ما یطیق ذٰلك فانه لا یوخر وما اذا کان ضعیفاً فانه یوخر الی ان یقوی ثم یختن کذا فی کنز العباد انتھیٰ

صحیح وہی ہے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، ہاں بچے کے حال کو دیکھا جائے اگر وہ اس کی طاقت رکھتا ہے تو تاخیر نہ ہو اگر کمزور ہو تو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ طاقتور ہو جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ختنہ میں تعینِ عمر کی بابت چونکہ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاعلمی کا اِظہار فرمایا اور صاحبین سے اس بات میں کوئی رِوایت منقول نہیں لہٰذا متاخرین فقہا کا تعینِ عمر کی بابت اختلاف رہا، بعض کے نزدیک سات برس اور بعض کے نزدیک دس برس اور بعض کے نزدیک انتہائی مدت بارہ سال ہیں لیکن قولِ فیصل اور معمول یہ اور اشبہ بالصواب یہ ہے کہ یہ امر بچے کی طاقت پر موقوف ہے قبل از بلوغ سات، آٹھ، دس، گیارہ، بارہ برس تک حسبِ طاقتِ ولد جس وقت مناسب ہو ختنہ کیا جائے ہاں نو برس سے قبل ختنہ کرنا مستحسن ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:...... ختنہ قبلِ بلوغ ضروری ہے لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جتنا کم عمری میں ختنہ ہوگا اتنا ہی بچے کیلئے فائدہ ہوگا بلکہ بہت سے بچے پیدائشی طور پر کمزور اور بیمار ہوتے ہیں ختنہ کراتے ہی ان کی کمزوری اور بیماری دُور ہو جاتی ہے لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کا ختنہ کر دیا جائے بلکہ اس کے متعلق اطباء اور ڈاکٹروں سے مشورہ ضروری ہے، اسی لئے ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختنہ کی کوئی مدت مقرر نہیں فرمائی۔

ختنہ والوں کا بادشاہ

ہرقل بادشاہ کو خواب میں آگاہ کیا گیا کہ ختنہ کرانے والوں کے بادشاہ کا ظہور ہوگیا۔ اس خواب سے ہرقل کو تشویش ہوئی تو اسے معلومات بہم پہنچائی گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاظہور ہوگیا۔اس کی تفصیل بخاری شریف میں یوں ہے کہ......

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے ان سے بیان کیا کہ ہرقل بادشاہِ روم نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا جب کہ وہ قریش کے چند سواروں میں (بیٹھے) تھے اور یہ لوگ ملکِ شام میں تاجر بن کر گئے تھے اور یہ واقعہ اس زمانے کا ہے کہ جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور کفارِ قریش سے ایک عہد کیا تھا، چنانچہ یہ لوگ ہرقل کے پاس آئے جبکہ یہ لوگ ایلیاء میں تھے تو ہرقل نے ان لوگوں کو اپنے دربار میں بلایا۔ ہرقل کے گرد رُوم کے رئیس بھی جمع تھے، ہرقل نے ان کو اپنے پاس بلایا اور ترجمان کو بھی بلایا، پھر ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں سے کہا تم میں اس شخص کا قریب النسب کون ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

ابوسفیان نے کہا میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے کہا ابوسفیان کو میرے سامنے کھڑا کرو اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کھڑا کرو۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو میں ابوسفیان سے اس شخص کا حال معلوم کرتا ہوں (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے) اگر یہ (ابوسفیان) جھوٹ بولیں تو تم ان کی تکذیب کر دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھے اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی میرے جھوٹ کو ظاہر کر دیں گے تو میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق غلط بیانی سے کام لیتا۔ پھر سب سے پہلا سوال ہرقل نے مجھ سے کیا:۔

قیصر...... مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان...... وہ (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم میں شریف خاندان سے ہیں۔

قیصر...... اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا؟

ابوسفیان...... نہیں۔

قیصر...... جن لوگوں نے انکا (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اتباع کیا ہے وہ کمزور (غریب) لوگ ہیں یا اشراف وصاحبِ ثروت؟

ابوسفیان...... کمزور لوگ۔

قیصر...... اس کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جا رہے ہیں؟

ابوسفیان...... بڑھتے جاتے ہیں۔

قیصر......اس کے پیرووٴں میں سے کوئی اس کے دین کو برا جان کر مرتد بھی ہو جاتا ہے یا نہیں؟

ابوسفیان......نہیں۔

قیصر......کیا تم نے اس کو نبوت کے دعویٰ سے قبل جھوٹ کے ساتھ مہتم بھی کیا ہے؟

ابوسفیان......نہیں۔

قیصر......وہ کبھی عہد و اقرار کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے یا نہیں؟

ابوسفیان......ابھی تک تو اس نے بد عہدی نہیں کی اور اب ہمارا اور اس کا ایک معاہدہ ہوا ہے نہیں معلوم وہ اس میں کیا کرے گا؟

(ابوسفیان کہتے ہیں کہ سوائے اس کلمہ کے میں حضور کے خلاف اور کوئی بات نہیں کہہ سکا۔)

قیصر......تم لوگوں نے کبھی اس سے جنگ بھی کی ہے؟

ابوسفیان......ہاں۔

قیصر......جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟ (یعنی فتح کس کی ہوئی ہے)

ابوسفیان......ہماری اس کی لڑائی ڈولوں کی طرح ہے کبھی ڈول ہماری طرف آتا ہے اور کبھی ہم اس کی طرف یعنی کبھی ہمیں فتح ہوئی کبھی اس کو۔

قیصر......وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟

ابوسفیان......(ان کی تعلیم یہ ہے کہ) ایک خدا کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک مت بناوٴ اور وہ باتیں ترک کردو جو تمہارے ماں باپ کہتے ہیں (یعنی بُت پرستی) وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلۂ رحمی کا حکم دیتا ہے۔

اس کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعے سے کہا کہ میں نے تم سے اس کے نسب کے متعلق پوچھا تم نے اس کو شریف النسب بتایا اور پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندان سے ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے یہ بھی پوچھا کہ اس کے خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے، تم نے کہا نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اسکے خاندان میں کوئی بادشاہ گذرا ہے، تم نے کہا نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس کو اپنے باپ کی حکومت مطلوب ہے یعنی حکومت کی ہوس ہے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ تم نے کبھی اسکو نبوت کے دعویٰ سے قبل جھوٹ سے مہتم کیا ہے تم نے کہا نہیں۔ پس جو شخص کسی آدمی سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ ضعیف لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں یا اشراف اور مالدار لوگ، تم نے جواب دیا کہ غریب لوگ۔ تو پیغمبروں کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں، تم نے کہا کہ بڑھ رہے ہیں، تو ایمان کا یہی حال ہے یہاں تک کہ پورا ہو جائے

(یعنی سچا مذہب بڑھتا ہی ہے) میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد دین کو برا سمجھ کر کوئی پھرتا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ تو ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے کہ جبکہ اس کے دل میں سما جاتی ہے کہ جب وہ پختہ ہو جائے (یعنی ایمان کامل ہو جائے تو پھر کفر سے نفرت ہو جاتی ہے) میں نے تم سے پوچھا کہ اس نے کبھی بدعہدی بھی کی ہے، تم نے کہا نہیں۔ تو انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے اس کی تعلیم کے متعلق پوچھا، تم نے کہا وہ ہم کو ایک خدا کی عبادت کرنے، اس کا کسی کو شریک نہ بنانے اور بتوں کی پرستش کرنے سے منع کرتا ہے، نماز سچائی اور پاکدامنی کا حکم دیا ہے۔ پس! اگر جو کچھ تم نے جواب میں کہا ہے یہ صحیح ہے تو میرے قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا اور میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا (یعنی قریش میں پیدا ہوگا) اور اگر مجھے یہ اُمید ہوتی کہ میں اس تک پہنچ جاؤں گا تو ضرور اس سے ملنے کی کوشش کرتا اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔

پھر قیصر نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط مبارک طلب کیا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ بصرہ کے رئیس کو ارسال فرمایا تھا اور رئیس بصرہ نے ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا (یہ خط ۶ ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد بھیجا گیا تھا) ہرقل نے اس نامۂ مبارک کو پڑھا، فرمانِ رسالت کے یہ الفاظ تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور رسول ہے، یہ خط ہرقل کے نام جو روم کا رئیسِ اعظم (بادشاہ) ہے اس کو سلامتی جو ہدایت کا پیرو ہے۔ اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لے آ، سلامت رہے گا۔ خدا تجھ کو دگنا اجر دے گا اور اگر تو نہ مانا تو اہلِ ملک کا گناہ تیرے اوپر ہوگا۔ اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی کو (خدا کو چھوڑ کر) خدا نہ بنائے۔ اگر تم نہیں مانتے تو گواہ رہو، ہم تو ایک خدا کے تابعدار ہیں۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب ہرقل نے یہ باتیں کیں اور نامۂ اقدس پڑھنے سے فارغ ہوا تو دربار میں بڑا شور ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم دربار سے باہر نکال دیئے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے کا درجہ بڑھ گیا۔ بنی اصفر کا بادشاہ ان سے ڈرتا ہے (ابو کبشہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضائی والد ہیں) بنی اصفر سے روم کے لوگ مراد ہیں، ابوسفیان کہتے ہیں کہ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ حضور کا غلبہ ہوگا حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اسلام نصیب کر دیا اور ابنِ ناطور جو ایلیاء کا امیر تھا اور ہرقل کا مصاحب تھا اور شام کے نصاریٰ کا سردار اور پادری تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جب ہرقل ایلیاء میں آیا تو ایک صبح کو پریشان حال اٹھا، تو ہرقل کے (بطارقہ) مصاحبوں نے کہا کہ کیا بات ہے آج ہمیں تمہاری طبیعت خراب دکھائی دیتی ہے۔ ابنِ ناطور کہتا ہے ہرقل کاہن بھی تھا اور ستاروں کو دیکھا کرتا تھا۔ تو ہرقل نے مصاحبوں کے سوال پر جواب دیا میں نے رات ستاروں کو دیکھا

تو مجھے معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ظاہر ہوگیا ہے تو بتاؤ اس اُمت میں کون سی قوم ختنہ کراتی ہے۔ تو مصاحبوں نے جواب دیا یہودی ختنہ کراتے ہیں لیکن آپ کو ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں آپ اپنے علاقوں کے شہروں کے حاکموں کو حکم دیجئے کہ ان شہروں میں جو بھی یہودی ہیں ان کو قتل کر دیں۔ ابھی ہرقل اور اس کے مصاحب اسی گفتگو میں مصروف تھے کہ ہرقل کے حضور ایک شخص لایا گیا جس کو فسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا جو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات کی اِطلاع دیتا تھا۔ جب ہرقل نے اس شخص سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات معلوم کر لئے تو اپنے مصاحبوں سے کہا کہ جاؤ جا کر دیکھو وہ ختنہ شدہ ہے یا نہیں۔ تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دیکھ کر واپس آ کر بتایا کہ آپ مختون ہیں پھر ہرقل نے عرب کے متعلق پوچھا تو جواب دیا گیا کہ وہ بھی ختنہ کراتے ہیں۔

ہرقل نے کہا بس یہی شخص (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس اُمت کے بادشاہ ہیں جو ظاہر ہو چکا ہے (پھر نجوم اور علامات کے ذریعہ ہرقل نے جو رائے قائم کی تھی اس کی مزید تائید کیلئے ہرقل نے اپنے ایک نجومی دوست کو جو رومیہ میں تھا یہ تمام حال لکھا) یہ شخص ہرقل کا عالم میں مثل تھا پھر ہرقل حمص چلا گیا ابھی وہاں پہنچا ہی تھا کہ اس کے دوست کا جواب آ گیا جس میں ہرقل کی رائے (اور حسابِ نجوم) کی تائید کی گئی تھی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عرب میں پیدا ہو چکے ہیں۔ آخر ہرقل نے حمص میں اپنے محل میں روم کے رئیسوں کو جمع کیا اور محل کے دروازے بند کرا دیئے پھر ان پر ظاہر ہوا اور ارکانِ دولت و رؤسائے مملکت کو خطاب کر کے کہا، اے رومیو! کیا تم اپنا فائدہ اور بھلائی چاہتے ہو اور یہ بھی چاہتے ہو کہ تمہارا ملک سلامت رہے؟ تو اس نبی کی بیعت کر لو جو عرب میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ کلمات سنتے ہی تمام سردارانِ روم وحشی گورخر کی طرح دروازہ کی طرف لپکے تو دروازہ بند پایا۔ ہرقل نے جب ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہوگیا تو کہا ان سب کو میرے پاس لاؤ، پھر ان سب کو خطاب کیا اور کہا میں نے ابھی ابھی تم سے جو بات کہی تھی وہ تو صرف اس لئے کہی تھی تا کہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ تم اپنے دین پر کس قدر ثابت قدم ہو اور وہ مجھے ظاہر ہوگیا۔ یہ بات سن کر تمام سردار سجدہ میں گر گئے اور ہرقل سے راضی ہو گئے۔ بس یہ اخیر حال ہے ہرقل کا۔

فائدہ...... اس حدیثِ پاک کی شرح و تفصیل فقیر کی کتاب **الفیض الجاری فی شرح البخاری** میں دیکھئے۔ ختنہ کی مناسبت سے فقیر نے حدیثِ بخاری مکمل نقل کر دی ہے چونکہ اس میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ و خصائلِ حمیدہ کا ذکر ایک اسلام کے مخالف (جب وہ کافر تھا) سے کہلوائے گئے ہیں اسی لئے سالم حدیث نقل کی ہے تا کہ معلوم ہو سکے......

الفضل ما شهدت به الاعداء

حدیث شریف کا پس منظر

مسلمان قریشِ عرب سے تنگ آکر حبشہ کو ہجرت کر گئے، کفار ہر طرح سے انہیں تنگ کرنا چاہتے تھے اسی لئے ابوسفیان تجارتی امور کے بہانے ان کے پیچھے پہنچا۔ ان کے خلاف بہت کچھ غلط کارروائیاں کیں لیکن سب بیکار گئیں۔ ادھر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو خبرگیری میں یہی والا نامہ بھیجا جس کی تفصیل حدیث شریف میں ہے۔

سلاطین کو اسلام کی دعوت

۹ھ حدیبیہ کی صلح کے بعد وہ وقت آیا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا کے کانوں میں پہنچا دیا جائے۔ اس بناء پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن تمام صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ دیا۔ اے لوگو! خدا نے مجھے تمام دنیا کیلئے رحمت اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ جاؤ میری طرف سے پیغامِ حق ادا کرو۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیصرِ روم، شہنشاہِ عجم، عزیزِ مصر اور رؤسائے عرب کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط ارسال فرمائے، جو لوگ خطوط لے کر گئے اور جن کے نام لے کر گئے ان کی تفصیل یہ ہے:۔

۱......حضرت وحیہ کلبی، قیصرِ روم کی طرف

۲......عبداللہ بن حذافہ سہمی، خسرو پرویز کجلاہ ایران کی طرف

۳......حاطب بن ابی بلتعہ، عزیزِ مصر کی طرف

٤......عمرو بن اُمیہ، نجاشی بادشاہِ حبش کی طرف

۵......سلیط بن عمر بن عبدشمس، رؤسائے یمامہ کی طرف

٦......شجاع بن وھب بن الاسدی، رئیس حدود شام حارث غسانی کی طرف...... (تاریخ ابن ہشام وطبری)

ہرقل کے نام جو خط حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا وہ حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ ارسال فرمایا تھا۔ ایرانیوں نے چند برس پہلے بلادِ شام پر حملہ کر کے رومیوں کو شکست دی تھی، جس کا ذکر کتابِ مجید کی اس آیت غلبت الروم میں ہے۔ ہرقل نے اس کے انتقام کیلئے بڑے سرو سامان سے فوجیں تیار کیں اور ایرانیوں پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے ہرقل حمص سے بیت المقدس آیا تھا اور اس شان سے آیا تھا کہ جہاں چلتا تھا زمین پر فرش اور فرش پر پھول بچھائے جاتے تھے۔ (فتح الباری)

شام میں عرب کا جو خاندان قیصر کے زیرِ حکومت رہا تھا وہ غسانی خاندان تھا اور اس کا پایہ تخت بصریٰ تھا۔ جو دمشق کے علاقے میں ہے اور آج کل حوران کہلاتا ہے۔ اس زمانہ میں اس کا تخت نشین حارث غسانی تھا۔ حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک بصریٰ میں حارث غسانی کو لا کر دیا۔ اس نے قیصر کے پاس بیت المقدس بھیج دیا۔ قیصر کو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک ملا تو اس نے حکم دیا کہ عرب کا کوئی شخص مل سکے تو لاؤ۔ اتفاق یہ کہ ابوسفیان (جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے) تجارِ عرب کیساتھ غزہ میں مقیم تھے۔ قیصر کے آدمی ابوسفیان کو غزہ سے جا کر لائے۔ پھر قیصر نے بڑے شایان سے دربار منعقد کیا۔ خود تاجِ شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا۔ تخت کے چاروں طرف بطارقہ وخسیس اور رہبان کی جماعت تھی، پھر اہلِ عرب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم میں سے اس مدعیِ نبوت کا رشتہ دار کون ہے؟ حضرت ابوسفیان نے کہا میں ہوں۔ پھر قیصر نے ابوسفیان سے سوالات کیے جن کا ذکر احادیثِ بالا میں ہے اس کے بعد قیصر کو یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور آپ وہی ہیں جن کی آمد کا ذکر کتبِ سماویہ میں ہے۔ اس لئے اس نے رومیوں سے کہا کہ دین و دنیا کی بھلائی چاہتے ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لو۔ پھر اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامۂ اقدس دربار میں پڑھ کر سنایا۔ قیصر کی زبان سے یہ کلمات سن کر رؤسائے روم برہم ہو گئے۔ قیصر نے جب یہ صورت دیکھی تو نزاکت وقت کو دیکھ کر کہنے لگا، رومیو! میں تو تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا کہ تم لوگ اپنے مذہب پر کس قدر ثابت قدم ہو۔ یہ سن کر رومی سجدہ میں گر گئے اور قیصر سے راضی ہو گئے۔ قیصر کے دل میں گو اسلام کا نور آ چکا تھا اور اس پر اسلام کی حقانیت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی تھی مگر تخت و تاج کی تاریکی میں وہ روشنی بجھ گئی اور قیصر نے اسلام قبول نہیں کیا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ختنہ

محدثینِ کرام کا سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مختون پیدا ہونے میں اختلاف ہے۔ ذہبی، زین الدین عراقی وغیرہما نے کہا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں روز آپ کا ختنہ کیا اور نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ ابن القیم، دمیاطی، مغلطائی و دیگر محدثین کرام کا بیان ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا قلبِ اطہر جس وقت صاف کیا تھا اسی وقت آپ کا ختنہ بھی کیا۔

مختار مذہب

مذکورہ بالا اقوال میں سے مختار قول وہی ہے جو طبرانی، ابنِ عساکر، خطیب، حاکم وغیرہم اجلہ اکابر محدثین بروایت حضرت انس و عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مختون پیدا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ضیاء نے اسی کی تصحیح کی۔ حاکم نے اس خبر کے متواتر ہونے کی تصریح فرمائی۔ قاضی عیاض نے اس پر اعتماد کیا۔ علامہ قسطلانی نے اسی کو فوقیت دی۔ چنانچہ مواہبِ لدنیہ میں ہے، و ولد النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم معذور ای مختونا مسرور ای مقطوع السرۃ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

احادیث مبارکہ

(۱) عن انس ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من کرامتی علی ربی ولدت مختونا ولم یر احد سواتی وروی الطبرانی فی الاوسط ابو نعیم والخطیب و ابنِ عساکر و ابنِ ابی ہریرۃ عند ابن العساکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری تکریمات میں سے ایک یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میرے ستر کو کسی نے نہیں دیکھا۔

(۲) صحہ ایضاء فی المختار عن ابنِ عمر قال ولد النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مختوناً نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

فائدہ...... حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس صفت (غیر مختون) میں ولادت پر صحیح حدیث موجود ہے اور اس کے متواتر ہونے کا امام حاکم کا دعویٰ ہے اور دوسرے محدثین بھی اسی پر اعتماد کرتے ہیں تو اس کے خلاف جو روایات ہوں گی یا مؤول ہوں گی یا نا قابلِ حجت، فقیر اس مذہب پر اعتراضات کے جوابات عرض کرتا ہے۔

سوال...... امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ما اعلم صحة ذلك فكيف يكون متواتر میں تو حدیثِ مذکور کی صحت تک نہیں جانتا تو پھر اس میں متواتر ہونے کا دعویٰ کیسا؟

جواب ۱...... کسی محدث کا کسی حدیث کی صحت بلکہ خود حدیث کے وجود سے بے خبر ہونا حدیث کی صحت اور اس کے وجود پر اثر انداز نہیں ہوتا جیسے علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ خود امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی قاعدہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رد میں بیان فرمایا جب انہوں نے سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کا اِنکار کیا تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ذکرِ اویس میں۔

جواب ۲...... متواتر سے اصطلاحی تواتر مراد نہیں بلکہ کتبِ سیرت میں اکثر اور تواتر سے نقل مراد ہے اور یہ بھی عام ہے کہ کبھی اصطلاحی الفاظ بول کر عرف مراد ہوتا ہے۔

سوال ..... حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر مختون پیدا ہونے کے علاوہ دو روایت اور بھی تو ہیں جن میں وارد ہے کہ سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتویں دن ختنہ کیا اور دعوت کی اور نامِ مبارک رکھا ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں شقِ صدر کے موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ختنہ بھی ہوا۔

جواب..... یہ دونوں روایات غیر مختون والی روایت کے سامنے کچھ بھی نہیں، اس کی صحت پر بڑے بڑے محدثین نے اعتماد کیا ہے جیسا کہ گذرا۔

سوال...... زین عراقی نے فرمایا کہ کمال بن عدیم نے تمام احادیث کو ضعیف کہا ہے جن میں مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم غیر مختون پیدا ہوئے اور کہا لیست فی هذا شئ من ذلك ان میں سے کوئی بھی روایت قابلِ اعتماد نہیں اور اس کی ابن القیم نے بھی تصریح کی ہے۔

جواب ۱...... پہلے قاعدہ عرض کیا جاچکا ہے کہ بعض محدثین کسی روایت پر تنقید کریں تو ضروری نہیں کہ وہی حق ہو بلکہ حق اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے بالخصوص جب ناقدین کے مقابلہ میں زیادہ محققین کی تحقیق مل جائے تو ناقدین کی تنقید بے اثر ہوتی ہے۔ سوال میں ناقدین پر غور کریں ابن القیم ابن تیمیہ کی روش کا آدمی ہے اس کی تنقید کا اعتماد اہلِ علم کے ہاں کسی کام کا نہیں، دوسرے کمال بن عدیم غیر معروف بزرگ ہیں انکا مقابلہ حضرت قاضی عیاض و ابنِ عساکر و طبرانی و ابونعیم و خطیب و ضیاء سے کیسا؟ کہاں ایک اور کہاں درجنوں مشاہیر۔

جواب ۲...... حدیث کو صحیح کہنے والے پایہ کے محقق و محدث ہیں اگر کسی کو کوئی ضعیف سند مل گئی تو ایک ضعیف سند دوسری سنداتِ صحیحہ کے مقابلہ میں کس کام کی، جیسے اصولِ حدیث کا قاعدہ ہے کہ ایک سند ضعیف ہو تو دوسری سنداتِ صحیحہ کا اعتبار ہوگا جیسے امام جلال الملۃ والدین سیّدنا عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیثِ گلاب کے مقابلہ میں کئی دوسری سنداتِ صحیحہ پیش کی ہیں جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ خوشبوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی ہے۔

جواب ۳...... حدیث ضعیف بھی مناقب و فضائل میں قابلِ قبول ہے ہاں احکامِ حلال و حرام اور صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق قبول نہیں ورنہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مناقب و فضائل میں ضعیف احادیث قابلِ قبول ہیں دلائل ملاحظہ ہوں۔

حدیث ضعیف فضائل و مناقب میں قبول ہے

(۱) امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث التساهل فی الاسانید الضعیف والعمل بہ فی غیر صفات اللّٰہ تعالیٰ و احکامہ (انتہیٰ) علماء کرام کا اتفاق ہے کہ حدیثِ ضعیف فضائلِ اعمال میں جائز العمل ہے اور تقریب میں فرمایا کہ اہلِ حدیث کے نزدیک اسانیدِ ضعیف سے تساہل چاہئے اور صفاتُ اللہ اور احکام کے بارے میں اس پر عمل جائز ہے۔

(۲) حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الحظ الاوفر میں فرماتے ہیں الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال عند جمیع العلماء من ارباب الکمال (انتہیٰ) حدیثِ ضعیف فضائلِ اعمال میں اربابِ کمال علماء کے نزدیک معتبر ہے۔

(۳) سید الناس عیون الاثر میں لکھتے ہیں و ممن حکی عند الترخیص فی ذلك الام احمد (انتہیٰ) اس بارے میں امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رُخصت منقول ہے۔

(٤) جامع الاصول کے مقدمہ میں ابن الاثیر نے فرمایا قال الامام احمد اذا روینا عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الحلال والحرام شددنا فی الاسانید و اذا روینا عنہ فی الفضائل تساهلنا فی الاسانید (انتہیٰ) امام احمد نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلال وحرام روایت کرتے ہیں تو اس میں تشدد برتتے ہیں یعنی اسانید میں اور جب ہم فضائل میں روایت کرتے ہیں تو اسانید میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔

(۵) امام شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا فی فضائل الاعمال یجوز العمل بالحدیث الضعیف (انتہیٰ، ردالمحتار) فضائلِ اعمال میں حدیثِ ضعیف پر عمل جائز ہے۔

فائدہ...... نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کے بیان کرنے میں بہت سے لوگ کنجوس واقع ہوئے ہیں اسی لئے وہ اس بارے میں حدیث میں کسی نہ کسی طرح سقم نکال ہی لیتے ہیں اور پھر یہ وہ قواعد بھی بھول جاتے ہیں جو عرصہ سے متفق چلے آرہے ہیں۔

سوال...... زین عراقی نے کہا کہ مختون پیدا ہونا حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے نہیں کیونکہ آپ کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ غیر مختون پیدا ہوئے۔

جواب...... مانا کہ خصائص سے نہیں لیکن نبی پاک ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کے قصص میں سے ایک قصہ ہے اسے مان لیا جائے تو کیا حرج ہے خود اسی زین عراقی نے قصص وحکایات میں حدیثِ ضعیف کو جائز قرار دیا ہے، ہاں موضوع (من گھڑت) حدیث نا قابلِ قبول ہے، چنانچہ ابنِ عراقی نے شرح الفقیہ الحدیث میں لکھا کہ اما غیر الموضوع فجوز والتساهل فی اسانید وروایة من غیر بیان ضعفه اذا کان فی غیر الاحکام والعقائد موضوع حدیث تو جائز ہے اس کی اسانید میں تساہل چاہیئے اگر اس کا ضعف کا بیان نہ ہو تو بھی جائز ہے لیکن احکام وعقائد میں نہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... محققین اور معروف شخصیات حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختون پیدا ہونے کے قائل ہیں چند ایک اپنی افتادِ طبع پر اس کے قائل نہیں تو ان کے حال کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے، ہم تو اپنے نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جو کمال کی بات سنیں گے آنکھیں بند کر کے قبول کرینگے یہ کوئی عقیدہ کا مسئلہ تو ہے نہیں عقیدت کی بات ہے۔ للناس ما یعشقون مذاهب

مسائلِ ختنہ

☆ ختنہ احناف کے نزدیک سنت ہے اور شعائرِ اسلام میں ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔

☆ ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

☆ بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جا سکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں (ڈاکٹروں) کو دکھایا جائے اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہو سکتی تو چھوڑ دیا جائے بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔ (عالمگیری)

انتباہ...... سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی اس کے باپ وغیرہ اولیاء کی رسم کی ادا کیلئے اعزا و اقرباء کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی، یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ محصل و فائدہ نہیں۔ (اس کی تفصیل آئے گی اِن شاء اللہ تعالیٰ)

☆ ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی اسکے بعد پھر دادا کے وصی کا مرتبہ ہے ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں ہاں اگر بچہ ان کی تربیت و عیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

☆ پیر کے دن زوال کے بعد ختنہ کرنا چاہئے۔ (فی جواہر الفتاویٰ)

السنة فی الختان ان یکون فی یوم الاثنین بعد الزوال و یکرہ یوم الاحد لانه للبناء والزیادة و هذا نقصان انتھیٰ ختنہ پیر کے دن زوال کے بعد ہو، اِتوار کو مکروہ ہے کیونکہ وہ بناء اور زیادتی کیلئے ہے اور یہ نقصان ہے۔

☆ بعد البلوغ جو اسلام لائے اس کے ختنہ میں اختلاف ہے قدمائے حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے اس وجہ سے کہ ختنہ سنت ہے اور سترِ عورت فرض اور ادائے سنت کی وجہ سے ترکِ فرض ممنوع ہے اور متاخرین حنفیہ ضرورۃً ایسی جگہ کو جہاں خوفِ ارتداد ہو جائز رکھتے ہیں اور بعض فقہاء کا مختار مذہب یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں اگر ممکن ہو تو اپنے ہاتھ سے ختنہ کرے یا ختنہ کرنے والی عورت کے ساتھ نکاح کر لے یا ختنہ کرنے والی لونڈی خریدے اور اس سے ختنہ کرائے۔

فی الهندیه وقیل ختان الکبیر اذا لکن ان یختن نفسه وان لم یقد علیه فینبغی ان یتزوج بامراة ختنه او یشتری ختانة مختنه بعض نے کہا کہ بعد بلوغ اگر وہ اپنا ختنہ خود کر سکتا ہے تو خود کرے اگر وہ اس پر قادر نہیں تو کسی عورت سے نکاح کرے یا لونڈی خریدے جو اس کا ختنہ کرے۔

☆ لڑکا ختنہ شدہ پیدا ہوا یعنی بغیر ختنہ کئے ہوئے اس کا اتنا بدن ظاہر ہو جتنا ختنے سے ظاہر ہوتا ہے تو اس کا ختنہ ہوگیا اگر کچھ شک ہو تو اس کا ختنہ بغیر ایذا اور تکلیف کے ممکن ہے تو کسی سمجھدار جراح کو دکھایا جائے اگر وہ کہے کہ اس کا ختنہ کرنے سے حد سے بڑھ جائے گا تو پھر ختنہ نہ کریں اس قدر سے اس سے ختنہ کا حکم اُتر گیا۔

☆ جس بچہ کا پورا ختنہ نہیں ہوا اس کا دوبارہ ختنہ کرنے کی اس وقت ضرورت ہے جب اس کی کھال کا اکثر حصہ نہ کٹے اگر نصف سے زیادہ کھال حلقہ سے کٹی ہوئی ہے تو کاٹنے کی شرعاً ضرورت نہیں اور اگر نصف یا اس سے کم کٹی ہوئی ہے تو اس کا ختنہ کرنا چاہئے، بعینہٖ یہی حکم اس بچہ کا ہے جو پورا ختنہ کردہ پیدا نہیں ہوا۔ درمختار میں ہے ولو ختن ولم تقطع الجلدة كلها ينظر فان قطع اكثر من النصف كان ختانا وان قطع النصف فما دونه لا يكون ختانان يعتد به لعدم الختان حقيقة و حكماً اگر کسی کا ختنہ ہوا لیکن سارا چمڑہ نہ کٹا تو دیکھا جائے گا کہ نصف سے زائد کٹا ہے تو ختنہ ہوگیا اور آدھا یا اس سے کم کٹا تو ختنہ نہ ہوا اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ ختنہ نہ حقیقتاً ہے نہ حکماً۔

☆ بوڑھا کافر مسلمان ہو جائے اور جراح کہے کہ اس کو ختنے کی طاقت نہیں تو اس کا ختنہ نہ کریں اور یہی حکم اس مسلمان کا ہے جو بوڑھا ہوگیا اور اس کا ختنہ نہ ہوا تھا۔

☆ جو لڑکا بالغ ہوگیا اور اس کو ختنے کی طاقت حاصل ہے تو متقدمین احناف اس کے ختنہ سے منع کرتے تھے کیونکہ اس کو سنت کے ادا کرنے سے ستر کا چھپانا فرض ہے لیکن متاخرین علماء نے ازراہِ مصلحت جہاں مرتد ہونے کا خوف ہوا یسے شخص کا ختنہ جائز رکھا ہے اور شافعی المذہب تو ختنے کو فرض کہتے ہیں ان کے نزدیک مرتد ہونے کا خوف ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں ختنہ ضرور ہی کرنا چاہئے۔

ختنۂ خنثیٰ مشکل

مطالب المؤمن میں ہے، و يبصاع للخنثىٰ المشكل امة ان كان له مال لانه يباح لملوكة النظر اليه رجلا كان او امراة و يكره ان يكتنه رجل لانه عسى ان تكون انثى او يختنه امراة فلعله رجل ان الاحتياط فيما قلنا وهو اذا كان وهوا مداهقاً اما اذا لم يكن فلا باس بان يختنه رجل لانه ان كان صبياً فلا باس بالرجل ان يختنه وكذا ان كان فى صبية فلا باس لانها عيش و مشتهاة و بسبب الشهوة تحرام خنثى خنثیٰ مشکل کیلئے ایک لونڈی خریدے اگر اس کے پاس مال ہو، وہ لونڈی اس کا ختنہ کرے کیونکہ اس کی مملوکہ کو ستر دیکھنا جائز ہوگا، مرد ہو یا عورت اور مکروہ ہے کہ کوئی مرد اس کا ختنہ کرے، اسلئے شائد مرد ہو تو احتیاط اس میں ہے جو ہم نے کہا، یہ تمام حال تب ہی ہے جب وہ خنثیٰ قریب جوانی کے ہو اور جو ایسا نہ ہو تو ڈر نہیں کہ کوئی مرد اس کا ختنہ کردے اس لئے کہ اگر وہ لڑکا ہے تو مرد کو اس کا ختنہ کرنا دُرست ہے اور اگر لڑکی ہے تو بھی جائز ہے کہ وہ ابھی شہوت دلانے والی نہیں اور جو سبب شہوت ہے اور وہ اب نہیں۔

رسمِ ختنہ

بعض مقامات پر رسمِ ختنہ اسی طرح ادا کی جاتی ہے جیسے شادی بیاہ کی رسم ہو۔ اسی طرح دھوم دھام اسی طرح کا نیوتا لین دین، یہ ناجائز ہے اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ نیوتا میں پڑھئے۔

جائز طریقہ

اس کا صحیح طریقہ وہی ہے جو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے موقع پر کیا کہ ساتویں دن مبارک دعوت کی اور آپ کا نام مبارک رکھا جیسے گذرا۔ لیکن اس سے کچھ لینا دینا نہ ہو۔ اس کی تمام تفصیل فقیر نے رسالہ نیوتا میں لکھ دی ہے۔

مخالفین بھی مان گئے

اب مخالفین بھی کہنے لگے ہیں کہ ایڈز سے بچنا ہے تو ختنہ کرالو۔ ایک خبر ملاحظہ ہو:۔ شکاگو میں واقع ایلی نوئیز یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر ڈاکٹر روبرٹ بایلی نے طبی تحقیق کے دَوران یہ انکشاف کیا ہے کہ ایڈز کا مرض ان ممالک میں زیادہ ہے جہاں لوگ ختنہ نہیں کراتے اور جہاں جہاں ختنہ کا رواج ہے وہاں ایڈز کے اثرات بہت کم ہیں، ڈاکٹر روبرٹ نے افریقہ اور ایشیاء میں بڑھتی ہوئی ایڈز کی وباء کے پیشِ نظر مشورہ دیا ہے کہ وہاں کے لوگوں کو ختنہ کرالینا چاہئے کیونکہ ختنہ ایڈز کی بیماری کا مؤثر انسداد ہے، میں نے انٹرنیٹ پر ڈاکٹر روبرٹ بایلی سے رابطہ کر کے ان کی اس تجویز کو سراہتے ہوئے کہا، ہمارے خیال میں یورپ کو بھی اس تجویز پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور اس ظاہری طہارت کے عمل سے گذرنے کے ساتھ ساتھ باطنی طہارت کیلئے دامنِ اسلام سے وابستگی اختیار کرلینی چاہئے جو جسمانی و روحانی امراض کا شافی علاج ہے۔ (بشکریہ نورِ بصیرت، اخبارِ عالم)

خاتمہ تبرکاً بہارِ شریعت سے چند مسائل پر رسالہ ھٰذا اختتام پذیر ہوتا ہے۔

مسئلہ...... ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... لڑکے کی ختنے کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کا کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جاسکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہوسکتی تو چھوڑ دیا جائے بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی اس کے باپ وغیرہ اولیاء اس رسم کی ادا کیلئے اعزہ اقرباء کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ محصل وفائدہ نہیں۔

مسئلہ...... بوڑھا آدمی مشرف با اسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں، بالغ شخص مشرف با اسلام ہوا اگر وہ خود ہی ختنہ اپنی مسلمانی کرسکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے ورنہ نہیں۔ ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کرے تو نکاح کرکے اس سے ختنہ کرالے۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... ختنہ ہوچکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور حشفہ کو چھپالیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے، ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں، ہاں اگر بچہ ان کی تربیت وعیال میں ہو تو کرسکتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں اور لڑکیوں کے کان چھدوانے میں بھی نہیں، اس لئے کہ زمانہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا۔ (عالمگیری) بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے صرف بعض لوگوں نے نصرانی عورتوں کی تقلید میں موقوف کردیا جن کا اعتبار نہیں۔